پورنیہ میں علم وادب کا چرچا

از جناب مولوی محمد سلیمان صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل وکیل پورنیہ

مسلمانانِ بہار میں پورنیہ کے مسلمانوں کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے لیکن اہمیت کا سبب محض کم ارز ہے یعنی بہار کے چالیس لاکھ مسلمانوں میں نو لاکھ کے قریب مسلمان اسی پورنیہ میں بستے ہیں۔ اور یہ صرف نقامت بہتر کا مصداق ہے۔

فرانسیس بوچانن پورنیہ کے متعلق کہتے ہیں کہ "یہاں کی ایک کثیر تعداد فارسی پڑھتی ہے۔ ہندوستانی فرسے گنواروں کے سوا سبھی سمجھتے ہیں" یہ سنہ ۱۸۱۰ء کی بات ہے۔

پورنیہ کی سب سے قدیم تصنیف جو آج مل سکتی ہے وہ بدیا دھر ہے۔ یہ تصنیف نواب سیف خاں کے وقت کی ہے۔ اسکے مصنف ایک صاحب شیخ کفایت نام کے ہیں۔ تاریخ تصنیف سنہ ۱۱۳۸ھ ہے۔ ان کی یہ تصنیف بڑی مقبول اور ہر دلعزیز رہی ہے۔ اور آج تک لوگ اس کے دلدادہ نظر آتے ہیں۔ اسکے اکثر قلمی نسخے پائے جاتے تھے اور اپنی مقبولیت کے سبب پہلے پہل گذشتہ سال چھپ کر شائع بھی ہوگئی ہے۔ اسکی جو زبان ہے وہ آج متروک ہے۔ نفس کتاب کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ ہندو مسلم اتحاد کا ایک بہتر نمونہ ہے۔ کتاب کے مصنف مسلمان ہیں اس لئے اس میں حمد بھی ہے نعت بھی۔ چار یار کا بھی ذکر ہے۔ آل اطہار کا بھی ازواج مقدسہ کا بھی بیان ہے اور شریعت طریقت۔ حقیقت معرفت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہتے ہیں۔

بنا محمد جو پنتھ سدھارے   پہونچے نہیں ہتواری مارے

یعنے

خلاف پیمبر کسے رہ گزید   کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

لیکن اصل کہانی کا تعلق ایک ہندو راجہ کی لڑکی سے ہے ہیرو بھی ہندو ہے۔ بادی النظر میں قصہ کچھ بھی نہیں ہے لیکن مصنف نے بات میں بات نکالی ہے۔ اور اچھی سخن طرازی کی ہے اس میں مسایل بھی ہیں۔ دوائیں بھی فالنامہ بھی ہے تعبیر خواب بھی اور کوک شاستر بھی۔ ان کی شاعری کا اندازہ لگانے کی ملئے میں انکا محض ایک شعر درج کرکے بدیادھر کا ذکر ختم کرتا ہوں۔ ہیروئین نکاح کے بعد ہیرو سے ملنے جاتی ہے ملنے سے پہلے کے جذبات کا بیان ہے

کچھ ہلسے کچھ ڈرے من ماہی   پُرکھ ہیو ہم جانئے ناہی

"خوش بھی اور دل میں ڈرتی ہوئی بھی۔ مرد کے ساتھ کیونکر برتاؤ کیا جائے معلوم نہیں"، کسی نے کہا ہے

آہ وہ جوشِ مسرت وہ تقاضائے حیا   خندۂ زیرِ لب نگاہ ناز شرمائی ہوئی

اسی سلسلے میں ایک مصرعہ ہے "تر دنا ساہی ہم ابلا تھر تھر کانپے رنگ" یعنی ہمارے شوہر جوان ہیں ہم الہڑ کا سارا جسم تھر تھر کانپ رہا ہے۔

فارسی کی تعلیم اگلے وقتوں سے ہوتی آئی۔ اور یہ معلمین بیشتر پچھم کی طرف سے آتے رہے۔ شیخ کفایت بھی اپنے تئیں شیخ محمد اعظم ناظرپوری کا شاگرد بتاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں "ناظرپور پچھم سو آئے"

فارسی کی عام تعلیم کا اثر تھا کہ تھوڑے دنوں قبل یہاں کی کچہریاں دوسری جگہوں کے وکلا۔ اور مختاراں سے بھری ہوئی نہیں بلکہ اکثر قصبوں میں وکیل اور مختار پائے جاتے تھے عدالت کے عملے بھی باہر سے نہ آتے تھے۔

انہیں وکیلوں میں سے منشی فرید بخش صاحب سنہ ۱۸۵۶ء میں منصف بحال کئے گئے اور ۸ اپریل سنہ ۱۸۸۰ء میں اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔ منصفی کے دوران میں آپ ستمبر سنہ ۱۸۶۵ء سے تا نومبر سنہ ۱۸۶۶ء ضلع گیا کے مختلف مقامات جہان آباد اور نوادہ میں بھی رہے ہیں۔

الحاج منشی فرید بخش صاحب موصوف کے سبب سے علم وادب کی تحریک میں بہت بڑی قوت پہونچی آپ بستی بلاس منی

میں جو مکتب قایم تھا وہ اجکل کے اچھے اچھے مدرسوں اور اسکولوں سے بدرجہا زیادہ فیض رساں تھا ۔ دور دور سے طلبا آنے لگے اور فارغ التحصیل ہوکر نکلنے لگے اور اس ایک دئے سے سینکڑوں دئے جلتے چلے گئے ۔ طلب علم کا کچھ ایسا شوق ہوا کہ آپ کا چھوٹا لڑکا عبدالرشید گھر چھوڑ کر بہت دنوں تک ہندوستان کے اچھے اچھے مدرسوں میں درس لیتے رہے اسکے بعد ہندوستان سے ممالک عربیہ کو چلے گئے انہیں کے ساتھ ایک صاحب حافظ عبدالواحد صاحب بھی گئے جنکا ایک کارڈ مدتوں مفقود الخبر رہنے کے بعد سنہ ۱۹۱۸ء میں مکہ معظمہ سے موصول ہوا تھا ۔

بلاس منی میں کتابوں کا بھی ایک نادر ذخیرہ جمع ہوگیا تھا جو خانہ سوزی میں نذر آتش ہوگیا قرآن پاک کا ایک قلمی نسخہ اب بھی موجود ہے جسکی تقطیع ۶×۸ ہے ہر صفحہ میں سات سطریں بخط جلی ہیں سنہری جدول ہے کاغذ سفید اور دبیز ہے دو جلدوں میں ہے چرمی سنہری جلد سے مجلد ہے حروف ابتک صاف اور نہایت خوب ہیں ۔ کاتب کی طرف سے اخر میں یہ مضمون درج ہے ھذہ بیتہ منا الی روضتہ سید المرسلین محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ کتبہ العبد الجلیل محمد اسمٰعیل غفر لہ فی سنۃ الہجرۃ الف مایتہ واحدی اربعین ۔

پورنیہ کی مطبوعہ کتابوں میں شاید کلیات عزیزی سبسے پہلی کتاب ہے جو سنہ ۱۳۱۲ ہجری میں چھپی تھی ۔ یہ الحاج منشی فرید بخش صاحب کے لڑکے عبدالعزیز صاحب مختار مرحوم کی تصانیف کا مجموعہ ہے ۔ اس میں آپنے اپنی طبعیت کی جولانی کا پورا ثبوت دیا ہے خوب خوب طبع آزمائیاں کی ہیں پوری کتاب فارسی میں ہے لیکن آخر میں چند ورق غزلیات اردو کے بھی ہیں ۔ منشی مہتر علی صبا بھی اچھے اہل قلم گذرے ہیں آپنے ایک قلمی نسخہ چھوڑا ہے جو سنہ ۱۳۰۸ ہجری کی تصنیف ہے ۔ آپ سکندر نامہ کو مسدس کرنیکی فکر میں تھے چنانچہ ایک حد تک اس مہم کو انجام بھی دیا تھا ۔

پورنیہ کے صاحبان تصنیف وتالیف میں منشی مراد اللہ صاحب یتیم کا بھی بڑا درجہ ہے ۔ آپ کی متعدد تصنیفات وتالیفات ہیں اور وہ طبع ہوکر شایع بھی ہوچکی ہیں ۔ خطبہ جدید کہیں کہیں مقبول ہے ۔

پورنیہ کے ذیعلم ہستیوں میں حضرت مولانا حفیظ الدین صاحب متوطن کنہر یا معروف بہ رحمان پور کو ایک ممتاز درجہ حاصل تھا ۔ آپ کی ذات گوناگون صفات سے متصف تھی ۔ آپ ایک جید عالم تھے ۔ عرصہ تک بمقام سہسرام مدرس کے فرایض انجام دیتے رہے ۔ آپ کی متعدد قابل قدر تصانیف ہیں عجالہ نافعہ اور دیوان لطیفی بھی آپ کی تصنیفات سے ہیں اور چھپ چکی ہیں لطیفی اپ کا تخلص ہے

دور جدید میں شاید پہلا قدم محمدیہ کا تھا جس نے ایک جلسے میں سارے ضلع کے لوگوں کو دعوت دی باہر سے علما بلائے گئے اور ایک تحریک کا اغاز ہوا ۔ محمدیہ میں ایک مدرسے کی بھی بنیاد پڑی جسمیں کبھی پروفیسر عبدالماجد صاحب پورینوی بھاگلپوری بھی بحثیت مدرس کے آئے تھے ۔ لیکن مولوی لیاقت حسین صاحب مرحوم ومغفور نے جو کچھ کیا وہ انہیں پورنیہ کے سرسید احمد ہونے کا درجہ عطا کرتا ہے انہوں نے سنہ ۱۹۰۸ء میں انجمن اسلامیہ کی بنیاد ڈالی اور ایک سال بعد مدرسہ اسلامیہ کی بنیاد پڑی ۔

انجمن اسلامیہ کے سالانہ جلسوں نے وہ کامیابی حاصل کی کہ پورنیہ کا گوشہ گوشہ اسکے اثر سے متاثر ہوگیا اور ایک انقلابی کیفیت پیدا ہوگئی ۔ انگریزی تعلیم کو حرام سمجھنے والوں کو شکست ہوئی لوگ تعلیم جدید کی طرف مایل ہوگئے پورنیہ پر باہر کے حضرات کا بھی بہت بڑا اثر پڑا ہے الحاج حضرت مولانا قادر بخش سہسرامی کے احسانات سے پورنیہ کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتا ہے ۔ آپنے اسلام کا پیغام پورنیہ کے کونے کونے تک پہونچایا اور پورنیہ نے اُسے گوش دل سے سنا ۔ انجمن اسلامیہ کے جلسوں میں علامہ حضرت شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کی تشریف آوری کا بھی بہت اثر پڑا ۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دہلوی کے فیض سے بھی پورنیہ بے بہرہ نہ رہا ۔

اخبارات جنکا اثر پورنیہ پر پڑا اُن میں پیسہ اخبار لاہور ۔ وکیل امرتسر زمیندار لاہور کے نام لئے جاسکتے ہیں رسایل میں مخزن لاہور اور زمانہ کانپور کی اولیں جلدیں مجھے کہیں کہیں دستیاب ہوئی ہیں ۔

حالات حاضرہ پر نگاہ ڈالی جاے تو دیکھا جاتا ہے کہ تعلیم کا چرچا ترقی پر ہے ۔ اسکولوں کی بھی تعداد بڑھ رہی ہے اور مدرسوں کی بھی پورنیہ کے طلبا علیگڑھ بھی جاتے ہیں ندوۃ العلماء کو بھی ۔ بہار کے بھی اکثر شہروں میں یہاں کے طلبا پائے جاتے ہیں اخبار ورسایل کی اشاعت سے بھی پورنیہ بے بہرہ نہیں رہا ۔ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء میں مولوی ابراہیم صاحب صدیقی نے بار عیدگاہ سے طلبہ نامی ایک ماہانہ پرچہ نکالا اور ۲۲ جون سنہ ۱۹۳۲ء کو پورنیہ سے مولوی محمد طاہر صاحب وکیل علیگ

وکیل ایم - ایل - اے نے ہفتہ وار اخبار آفتاب نکالا ۱۲ ر اکتوبر ۱۹۳۶ء کو کشن گنج سے ہفتہ وار اخبار آئینہ نکلا - طلیعہ اور آفتاب کی اشاعت اب نہیں ہوتی - لیکن آئینہ خدا کے فضل و کرم سے نہایت پابندی وقت کے ساتھ جاری ہے اور آج پورنیہ کو دعویٰ ہے کہ بہار کے مسلمانوں کا بہترین ترجمان اگر کوئی ہے تو وہ آئینہ ہے جو کشن گنج سے نکلتا ہے - اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آئینہ اپنے مالک مولوی فضل الرحمٰن صاحب ایم - ایل - اے کے بے نظیر ایثار کا آئینہ دار ہے -

اس سلسلے میں انجمن ترقی اردو کشن گنج کا تذکرہ نہ کرنا بے انصافی ہوگی، کیونکہ اس کی تاریخ ان اخبارات و رسائل سے بھی پہلے کی ہے - ۹ ر اگست ۱۹۲۷ء کو انجمن ترقی اردو کشن گنج کی بنیاد پڑی اور اس کا پہلا سالانہ اجلاس ۳۰ ر اگست ۱۹۲۸ء کو بصدارت جناب مسٹر کے - پی سنہا آئی - سی - ایس ایس ڈی او کے ہوا - اس انجمن کے ممبران ان اخبارات و رسائل کی اشاعت میں شریک غالب رہے ہیں - اور آج کشن گنج میں بزم ادب کے تحت ایک گرانقدر لائبریری عزیز لائبریری کے نام سے قائم ہے جس سے کثیر التعداد اصحاب مستفید ہو رہے ہیں -

میں نے کوشش کی ہے کہ پورنیہ کی تعلیمی حالت کے متعلق قارئین کے سامنے ایک سطحی خاکہ پیش کروں - یہ صحیح ہے کہ پورنیہ آگے بڑھنے کے لیے بے چین ہے - لیکن ایک لحظہ کی غفلت نے اسے بہت زیادہ پسماندہ بنا رکھا ہے - صد شکر کہ پورنیہ کے جوانوں کا ترانہ آج بھی ہے کہ

ع　　ہے سامنے کھلا ہوا میداں چلے چلو

کاش ہمارے وہ برادران جو ہم سے زیادہ توانا ہیں ہمیں دھکے دیکر پیچھے نہ ہٹائیں بلکہ ہماری دستگیری کریں - اور ہمیں آگے بڑھنے میں مدد دیں - کیونکہ

ع　　ان کی عزت ہم سے ہے اور ہم کو ان پر ناز ہے